ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 01. July-September 2025.Page#.4382-4390
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Metafiction and Intertextuality in Contemporary Urdu Novel: A study

معاصر اردو ناول میں بین المتونیت اور میٹا فکشن ۔ایک مطالعہ

Dr. Muhammad Daud Rahat
Lecturer at Al Siddique College Lalian, District Chiniot
daudrahat@gmail.com

ABSTRACT
This study is an attempt to examine the narrative techniques of Metafiction and intertextuality in contemporary Urdu novels, highlighting how these techniques reshape conventional mode of storytelling. Novelists situate narratives within multilayered literary discourse challenging linearity and singleness of the meaning. The masterly use of metafictional devices such as self-reflexivity, narrative intrusion and the questioning of authorial authority foregrounds the contractedness of the fiction itself. The study urges that these narrative techniques reflect broader cultural negotiations in a postmodern context where identity, history and language emerge as contested terrains. The close reading of selected contemporary Urdu novels will enable the study to demonstrate how intertextuality and Metafiction serve as tools for reimagining narrative form, enabling Urdu novel to converse with both its own literary legacy and global postmodern currents.

Keywords: *Metafiction, Intertextuality, Narrative Technique, Contemporary Fiction.*

مابعد جدید فکشن نے نہ صرف ادب کے روایتی تصور پر کاری ضرب لگائی ،بل کہ ان کی روایتی ہیئت کو بھی منہدم کر دیا اور اس کی جگہ نئے اور یکسر مختلف عناصر پر نئے فکشن کی بنیاد رکھی۔مابعد جدید عہد میں تخلیق ہونے والے فکشن میں کئی ایک بیانیہ وسیلے امتیازی عناصر کے طور پر شناخت کیے جاسکتے ہیں۔ان میں سے بین المتونیت اور میٹا فکشن کی تکنیکوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔اگرچہ یہ بیانیہ وسیلے ادبی منظر نامے پر پہلے سے موجود رہے ہیں، تاہم مابعد جدید فکشن میں انہیں ایک خاص تناظر اور ایک خاص انداز سے برتا جارہا ہے۔

میٹا فکشن(Metafiction)

عام سطح پر میٹا فکشن سے مراد فکشن سے ماورا تخلیق ہے۔میٹا فکشن کی حامل تخلیق کے بہت سے قرینے ہیں۔پٹریکا وا(Patricia Waugh)نے Metafiction: The Theory and Practice of Self-conscious Fiction میں میٹا فکشن کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"ایسا فکشن پارہ جو شعوری طور پر اور منظم انداز میں اپنی artifact حیثیت کی جانب توجہ دلاتا ہے جس کا مقصد فکشن اور حقیقت کے مابین تعلق کے بارے میں سوال قائم کرنا ہوتا ہے۔"(1)

یہ کہا جا سکتا ہے کہ میٹا فکشن حقیقت اور فکشن کے مابین حد فاصل کی نابودگی کی کوشش کرتا ہے۔میٹا فکشن کئی صورتیں اختیار کر سکتا ہے۔مثال کے طور پر، اس کے بیانیے میں لکھت پر تبصرہ کرنے کے خلل ہو سکتے ہیں، فکشن کے کرداروں کے ساتھ مصنف کی وابستگی ہو سکتی ہے اور اس کی جانب سے حقیقت کی تقلیب کی کوشش ہو سکتی ہے۔

لنڈا ہیچون(Linda Hutcheon)نے زیادہ وضاحت کے ساتھ مابعد جدیدیت اور میٹا فکشن پر بات کی ہے۔انہوں نے اپنی تھیوری کی کتاب A Poetics of Postmodernism: History, Theory, Fiction میں یہ دکھایا ہے کہ کس طرح تاریخ کو میٹا فکشن کی حامل تحریر کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ان کے مطابق:

"تاریخ نگاری کا حامل میٹا فکشن تاریخی حقیقت اور فکشن کے مابین امتیاز قائم کرنے کے فطری طریقوں کا استرداد کر دیتا ہے۔یہ اس تصور کا استرداد کرتا ہے کہ صرف تاریخ میں سچائی کا دعوی ہوتا ہے۔تاریخ نگاری میں اس دعوے کی بنیاد پر سوال قائم کر کے بھی اور یہ تصور دے کر بھی کہ تاریخ اور فکشن دونوں ڈسکورس، انسانی تشکیلات اور معنیاتی دلالت کے نظام کی صورتیں ہیں۔"(2)

میٹا فکشن کی تکنیک قاری کو اس بات پر آمادہ کرنے پر زور دیتی ہے کہ وہ یہ ذہن میں رکھے کہ وہ فکشن کی قرات کے تجربے سے گزر رہا ہے۔یہ قاری کو فکشن کی ہیئت سے متعارف کرواتی ہے اور مسلسل براہ راست یا بالواسطہ طور پر اپنی حیثیت، کہانی کے اظہار ،زبان اور دیگر وسیلوں کی مدد سے قاری کو یہ باور کراتی ہے کہ وہ ایک افسانوی تحریر پڑھ رہا ہے۔میٹا فکشن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ فکشن کے بارے میں فکشن ہے۔یا یہ اس قسم کا فکشن ہے جو اپنی خود مکتفی حیثیت پر کھل کر اظہار کرتا ہے۔یہ اصطلاح عام طور پر اپنے بارے میں خود آگاہ کرنے والے متون کے بارے میں استعمال کی جاتی ہے۔اوکسفرڈ ڈکشنری آف لٹریری ٹرمز کے مطابق:

"فکشن کے بارے میں فکشن؛یا زیادہ خاص طور پر فکشن کی ایسی صورت جو اپنی فکشنی حیثیت کے بارے میں کھل کر اظہار کرتی ہے۔ ایک کمزور تناظر میں، بہت سے جدید ناول اس لحاظ سے میٹا فکشن کے حامل قرار دیے جا سکتے ہیں کہ ان میں فکشن کے مزاج کا اظہار ہے؛لیکن یہ اصطلاح عام طور پر ایسی نگارشات کے لیے استعمال کی جاتی ہے جن میں ان کے فکشن ہونے کے بارے میں شعوری ادراک کا قابل ذکر درجہ پایا جاتا ہے۔"(3)

بہت سے مابعد جدید فکشن نگاروں نے اپنی نگارشات میں میٹا فکشن کا فراواں استعمال کیا ہے۔اس کے ذریعے عمومی تاثر یہ دیا گیا ہے کہ اس سے قاری کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔فکشن نگار بعض اوقات کہانی میں جذباتی فاصلہ قائم رکھنے اور وقت کی منتقلی میں اس تکنیک کا استعمال کرتے ہیں۔میٹا فکشن اگرچہ جدید اور مابعد جدید ادب سے منسوب ہے، تاہم ابتدائی ادب میں بھی اس کی مثالیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ہومر کی "ایلیڈ" اور "اوڈیسی" میں بھی میٹا فکشن کی کارفرمائی دیکھی جا سکتی ہے۔

میٹا فکشن کی اصطلاح ولیم ایچ گاس(William. H. Gass)نے 1970ء میں اپنی کتاب "Fiction and Figures of Life" میں استعمال کی۔اس کے مطابق میٹا فکشن یہ بتاتا ہے کہ یہ فکشن اپنے فکشن ہونے سے آگاہ ہے۔(4)۔

میٹا فکشن کی واضح مثالیں مابعد جدید فکشن میں دیکھی جاسکتی ہیں۔کیوں کہ اس کا تقاضا ہے کہ مصنف میٹا فکشن کی مدد سے اپنی ساخت اور طریقہ کار کا اظہار کرے۔مختلف فکشن نگاروں نے اس مختلف طریقوں سے ظاہر کیا ہے۔بعض نے کہانی در کہانی کا اسلوب اختیار کیا ہے اور بعض نے کہانی میں رسوم و رواج اور ثقافتی مظاہر کے اظہار کے ذریعے کہانی پیش کی ہے۔ متن میں شامل کیے جانے والے حوالہ جات بھی متن سے آگاہی فراہم کرتے ہیں۔ قاری ان حوالہ جات کے ذریعے یہ جان لیتا ہے کہ اس متن میں مشترک کیا ہے جس کی وجہ سے یہ متن افسانوی متن کا درجہ اختیار کرتا ہے۔کچھ فکشن نگاروں نے اس تکنیک کو ایسے ادبی وسیلے کے طور پر استعمال کیا ہے جس سے ان کے تحریر کردہ فکشن کو مقبولیت حاصل ہو سکے۔یہ تکنیک اب بہت معروف ہو چکی ہے۔اب یورپی کلچر کا باقاعدہ حصہ ہے کہ قاری کو یہ باور کرایا جائے کہ وہ حقیقی نہیں بل کہ افسانوی ادب کا مطالعہ کر رہا ہے۔

میٹا فکشن کی بیانیہ تکنیک کو اس غرض سے بھی برتا جاتا ہے کہ فکشن نگار کی حیثیت واضح ہو سکے۔کہانیاں میں غیر متوقع تغیرات رونما ہوں۔کہانی ایک خاص انداز میں پروان چڑھے۔اس میں اس قدر جذباتی فاصلہ ہو کہ کہانی پر تبصرے کی گنجائش بن جائے۔اس کی بہت سی مثالیں مابعد جدید فکشن کی روایت میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ کیلوینو(Calvino)کا ناول If On a Winter's night a travelerایک ایسے قاری کی کہانی کو سامنے لاتا ہے جو اسی نام کے ایک ناول کی قرات کی کوشش کر رہا ہے۔کرٹ وونی گٹ (Kurt Vonnegut)نے بھی اس تکنیک کا فراواں استعمال کیا ہے۔اس کے ناول Slaughterhouse–Five میں ناول لکھنے کے عمل کو موضوع بنایا گیا ہے اور پورے ناول میں مصنف اپنی موجودگی کی جانب قاری کی توجہ مبذول کراتا ہے۔اسی طرح ٹم او برائن کی کہانیوں کا سلسلہ "The Things They Carried"جو کہ ویت نام کی جنگ کے دوران میں ایک پلاٹون کے جنگی تجربات کا بیانیہ ہے ،اس میں ٹم او برائن کے نام کا ایک کردار موجود ہے۔اگرچہ وہ خود اس جنگ کا غازی تھا، تاہم یہ کہانی فکشن پر مشتمل ہے اور مصنف پوری کتاب میں واقعات اور کرداروں کے فکشنل ہونے پر سوال اٹھاتا رہتا ہے۔اس کتاب میں ایک کہانی "How to Tell a True War Story"کہانی کہنے کے عمل پر سوال اٹھاتی نظر آتی ہے۔میٹافکشن کی بنیاد پر جنگ کی حقیقی کہانیاں افسانوی کہانیاں بنا کر پیش کی گئی ہیں۔اگر ان میں اگر حقیقی زندگی کا کوئی کردار ہیرو کی صورت میں موجود نظر آتا ہے تو اس کے حوالے سے بھی اصرار کیا جاتا ہے کہ اسے حقیقی کی بجائے افسانوی سمجھا اور پڑھا جائے۔

بین المتونیت(Intertextuality)

بین المتونیت دراصل ایک متن کے ذریعے دوسرے متن کی تفہیم کی تشکیل کا نام ہے۔یہ ایک جیسے یا باہم منسلک ادب پاروں کے آپسی ربط کا عمل ہے جو قاری کی جانب سے متن کی تفہیم پر اثر انداز ہوتے ہیں۔بین المتونیت اقتباسات کے ذریعے باہم منسلک متون کے مابین تعلق کا نام ہے۔(5)۔یہ ایسا ادبی وسیلہ ہے جو متون کے مابین تعلق کو استوار کرتا ہے اور بظاہر جدا تخلیقات میں مربوط معنی پیدا کرتا ہے۔(6)۔بین المتونیت کے ذریعے ایک متن میں دیگر متون کے حوالہ جات کا مقصد قاری پر اثر انداز ہونا اور متن کو معنی کی کئی سطحوں سے ہم کنار کرنا ہوتا ہے، جس کا تعلق قاری کی سابقہ واقفیت اور تفہیم سے ہوتا ہے۔اس لیے بین المتونیت کی ساخت کا انحصار اثر پذیری کی ساخت پر ہوتا ہے۔(7)۔بین المتونیت ادبی ڈسکورس کی ایسی حکمت عملی کے طور پر بھی دیکھی جاتی ہے جسے لکھاری اپنے ناولوں ، شاعری، تھیٹر اور بعض اوقات غیر تحریر شدہ متون میں بھی استعمال کرتے ہیں (مثال کے طور پر براہ راست پرفارمنس اور ڈیجیٹل میڈیا)۔(8)۔

جولیا کرسٹوا نے سب سے پہلے اس اصطلاح کو استعمال کیا۔اس نے intertextuality کی اصطلاح لاطینی لفظ Intertexto سے وضع کی، جس کا مطلب ہے" بُنتے ہوئے کو باہم ملانا"۔اس اصطلاح سے منسلک کردہ مفہوم اس نے سوسئیر کے لسانی فلسفے اور میخائل باختن کے تصور مکالمیت(Dialogism) سے اخذ کیا۔(9)۔
اوکسفرڈ ڈکشنری آف لٹریری ٹرمز میں intertextuality کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

"اصطلاح بین المتون ایک متن میں دوسرا متن داخل کرنے کے معنی میں کثرت سے استعمال ہوتی آئی ہے۔متن میں دوسرا متن داخل کرنے کے لیے بھی اور دونوں متون کے مابین تعلق کی وضاحت کے لیے بھی۔"(10)۔

یوں کہا جاسکتاہے کہ کوئی ایسا متن (خواہ وہ ناول ہو، نظم ہویا کوئی تاریخی دستاویز)موجو د نہیں ہے جو کسی اور متن کے بغیر مکمل ہو۔ہر متن دوسرے متن کی مدد سے تشکیل پاتاہے۔ایک متن کے دوسرے متن سے تعلق کو منکشف کیے بغیر قاری کسی متن کی درست تفہیم تک نہیں پہنچ سکتا۔اس اصطلاح کی رو سے کوئی متن آزاد نہیں ہوتااور ہر متن دوسرے متن سے متعلق ہوتاہے۔اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ کسی متن کی تفہیم کے لیے کسی دوسرے متن کے معنی اورسیاق و سباق سے استفادہ کرنا پڑتاہے۔ایک متن کی قرات کے دوران دوسرے متن کو حوالے کے طور پر استعمال کرنے کا عمل بین المتونیت کہلاتاہے۔ہر متن ثقافتی متن سے ترتیب پاتاہے۔متن کی نئی قرات ہر بار نئے معنی آشکار کرتی ہے۔قاری دراصل کسی بھی متن کو پہلے سے پڑھے ہوئے متون کی روشنی میں دیکھتاہے۔کسی متن میں سچائی تک رسائی کے لیے مختلف مفاہیم نکال کر ان کی تفہیم کی جاتی ہے۔کوئی قاری کسی متن کے مفاہیم اپنی مرضی سے نکال سکتاہے۔یہی وجہ ہے کہ ہر قاری اپنی ذہنی استعداد، متون سے واقفیت اور علمی لیاقت کی بنیاد پر ہی متن سے معنی اخذ کرسکتاہے۔کوئی بھی متن اپنے تحریر شدہ مواد کی تفہیم کے حوالے سے خود مکتفی نہیں ہے۔اس میں دیگر کئی متون کے اثرات شامل ہوتے ہیں۔ہر ساخت، ہر لفظ اور ہر جملہ پہلے سے موجود ہے۔متن میں یا تو اسے پورا برت لیا جاتاہے، یا پھر اسے بدل کر اپنے جملے میں ڈھال لیا جاتاہے۔دنیا میں ایسا کوئی متن موجود نہیں جس میں کسی اور متن کا حوالہ شامل نہ ہو یا جس کے بارے میں یہ دعویٰ کیا جاسکے کہ یہ خود مکتفی ہے۔ابوالکلام قاسمی کے مطابق بین المتونیت اتنی جامع اور وسعت کی حامل اصطلاح ہے کہ اس کا دائرہ کار محض تحریری اور کتابی متن تک محدود نہیں، بل کہ لسانی اظہار کے ساتھ ساتھ ثقافتی مظاہر، بہت سے ناقابل اظہار حقائق، روایتی تصورات، کہاوتوں، قصوں اور کہانیوں کے اسالیب اس کے ذریعے متن کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں۔

مابعد جدیدیت نے بین المتونیت کو خاص اہمیت دی ہے۔پیروڈی، اقوال، محاورے، حوالہ جات،ثقافت، اساطیر جیسے عناصر کے ذریعے اپنے متن کو استناد عطا کرتاہے۔یہ سارے قرینے اس طور مماثلت رکھتے ہیں کہ ان کی سبیل سے کتابوں کے متون میں باہمی ربط اور انسلاک قائم ہوتاہے۔ڈاکٹر ناصر عباس نیر کے مطابق مابعد جدید تنقید اور طریق ہائے مطالعہ کی وضاحت جس عمدگی سے بین المتونیت کرتی ہے، کوئی دوسری اصطلاح نہیں کرتی۔مابعد جدید تنقید اور مطالعاتی طریقے بین العلومی اور بین المتونی ہیں۔(11)۔

مابعد جدیدیت میں جن بڑے سوالوں نے جنم لیا ان میں بین المتونیت کا سوال بھی ہے۔کیا کسی ایک متن کو دیگر مستند حوالوں کے بغیر پرکھا جاسکتاہے؟کیا اس امر پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ایک متن کس طور دوسرے متن سے جڑا ہواہے؟۔مابعد جدیدیت نے اس تصور کو واضح کیا ہے کہ کوئی بھی متن اپنی الگ یا جداگانہ حیثیت نہیں رکھتا اور ادب پہلے سے موجود مواد کو استعمال میں لاکر ایک نئی چیز تخلیق کرتاہے۔مابعد جدیدیوں نے اس تصور کی رو سے

ادب کو پرکھنے کا آغاز کیا اور بین المتونیت کے تصور کی تصدیق کی۔ بین المتونیت کے تناظر میں ایک اور سوال خاصی اہمیت کا حامل ہے کہ کیا مصنف خود متن کو کنٹرول کرتا ہے ؟ یا قاری اس میں اپنا کردار ادا کرتا ہے ؟ایک جانب دیکھا جائے تو یہ مصنف ہی ہو جو کتابوں کے حوالہ جات کو مربوط اور منسلک کرتا ہے ،جب کہ دوسری جانب قاری متن سے اپنا ایک ذہنی ربط استوار کرتا ہے۔ قاری یہ عمل اپنے رسم و رواج کی بنیاد پر کرتا ہے۔ وہ اپنے ثقافتی پس منظر کی بنیاد پر متن کی تفہیم کرتا ہے۔ جب قاری کسی متن کی قرات کے تجربے سے گزرتا ہے تو وہ اس کی یادداشت کا حصہ بن جاتا ہے اور یوں دوسرے متن کی تفہیم میں پہلا متن اس کی معاونت کرتا ہے۔

بین المتونیت ایک اصطلاح کے ساتھ ساتھ ایک تھیوری کی بھی حیثیت رکھتی ہے۔ تھیوری چونکہ تمام تر ثقافتی نظام کو غیر مطالعاتی قرینوں سے سمجھنے کا جتن کرتی ہے،اس لیے اس کی ذیل میں تہذیبی و سماجی مظاہر، علوم، آرٹ، فلم، فیشن اور میڈیا وغیرہ سب آجاتے ہیں۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو بین المتونیت محض ادب سے متعلق نہیں ہے، بل کہ زندگی کے تمام شعبوں سے اس کا تعلق نکلتا ہے۔ چاہے ٹی وی اشتہار ہو، فلم ہو یا تھیٹر ہو۔ بین المتونیت ان تمام مظاہر کے عمیق مطالعے پر زور دیتی ہے۔ اس کے نزدیک یہ مظاہر الگ تھلگ نہیں بلکہ انسلاک کے ایک نظام کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ کسی بھی ناول، افسانے، فلم یا ڈرامے میں متنوع متون اور عناصر اپنا کردار ادا کرتے ہیں اور یہ متون پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔ یہ موجود متون اپنے متن کی تشکیل کے لیے اپنے سے ماقبل متون کے رہین ہوتے ہیں۔ اس طرح متن در متن کا ایک لامنتہی سلسلہ چلتا رہتا ہے۔(12)۔

یہی وجہ ہے کہ ایک متن کی تعبیر کے دوران دیگر کئی متون کی پرتیں کھلتی چلی جاتی ہیں اور یوں کئی نئے متون سامنے آتے جاتے ہیں۔ مابعد جدید فکر میں بین المتونیت کو اس لحاظ سے بھی اہمیت حاصل ہے کہ اسے کئی دیگر تکنیکوں کے ساتھ منسلک کرکے دیکھا جاتا ہے۔ ان میں میٹا فکشن، تاریخی میٹا فکشن، فنی مخطوطہ، تحیر اور پیروڈی وغیرہ شامل ہیں۔

بین المتونیت اور بین المتونی تعلق کو تین بنیادی اقسام میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔ ان میں ناگزیر، اختیاری اور اتفاقیہ بین المتونیت شامل ہیں۔(13)۔ ان تنوعات کا بنیادی انحصار دو اہم امور پر ہوتا ہے۔ لکھاری کا ارادہ اور حوالے کی اہمیت۔ ان اقسام میں امتیاز حتمی نوعیت کا نہیں ہے بل کہ یہ اس افتراق کے ساتھ ایک متن میں متوازی طور پر موجود ہو سکتی ہیں۔(14)۔

ناگزیر بین المتونیت (Obligatory)

بین المتونیت کی ناگزیر نوعیت اس وقت سامنے آتی ہے جب ایک مصنف شعوری طور پر دو یا دو سے زیادہ متون کے مابین تقابل یا تعلق کو سامنے لاتا ہے۔ اس حوالے سے قاری کی تفہیم کو ناکافی تصور کیا جاتا ہے۔(15)۔ ناگزیر بین المتونیت کا انحصار ماقبل متن کی قرات یا تفہیم پر ہوتا ہے۔

اختیاری بین المتونیت(Optional)

اختیاری نوعیت کی بین المتونیت متن پر کم اہم اثرپذیری کی حامل ہوتی ہے۔ یہ تعلق ممکن تو ہوتا ہے، تاہم ناگزیر نہیں ہوتا۔ اسے اگر قبول کر لیا جائے تو یہ تعلق متن کی تفہیم میں خفیف سے تغیر کا باعث بن سکتا ہے۔(16)۔ اختیاری بین المتونیت کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کسی ایک فقرے کا تعلق کئی متون

سے ہو سکتا ہے۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ سرے سے کوئی تعلق نہ ہو۔اختیاری بین المتونیت میں لکھاری کا ارادہ اصل لکھاریوں کو خراج تحسین پیش کرنا ہوتا ہے،یا انہیں اعزاز دینا جنھوں نے اس ماقبل متن کا مطالعہ کر رکھا ہے۔تاہم اس ماقبل متن کی تفہیم کے لیے اس کی قرات لازم نہیں ہے۔

اتفاقیہ بین المتونیت(Accidental)

اتفاقیہ بین المتونیت اس وقت سامنے آتی ہے جب قاری ایک متن کو دوسرے متن سے منسلک کرکے دیکھتا ہے۔ثقافتی چلن یا ذاتی تجربہ اس کی بنیاد بنتا ہے۔ یا پھر بعض اوقات اصل متن کے ساتھ واضح انسلاک اور مماثلت کی کوئی صورت سامنے آتی ہے۔یہاں لکھاری کا بین المتونی حوالہ قائم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہوتا اور اس کا کلی انحصار قاری کی سابقہ واقفیت اور علم پر ہوتا ہے جس کی بنیاد پر یہ انسلاک قائم ہوتا ہے۔(17)۔اکثر کسی کتاب کا مطالعہ کرتے وقت یا فلم دیکھتے وقت قاری یا ناظر کے ذہن میں ایک یادداشت انگڑائی لیتی ہے۔

بین المتونیت کی مابعد جدید بیانیہ تکنیک کی متنوع مثالیں"غلام باغ"میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ناول نگار نے اس حوالے سے مختلف اساطیر کو نہایت عمدگی کے ساتھ استعمال کیا ہے۔یہ اساطیری حوالے ایک سطح پر بین المتونی تناظر میں دیکھے جانے کے متقاضی ہیں تو دوسری سطح پر یہ ناول کی مرکزی تھیم کی گھمبیرتا کو تقویت دیتے بھی نظر آتے ہیں۔اس کی ایک واضح مثال 'ننگا افلاطون کی کہانی ہے جو مرکزی کہانی کے بطن سے جنم لیتی ہے۔یہ ایک ایسے فرد کی کہانی ہے جو اپنی ولادت سے لے کر ایام پیری تک ساری حیات ایک غار میں رہ کر بسر کر دیتا ہے۔ایسا اس لیے ہے کہ اس کی نسل میں کہیں بہت پہلے گوروں کا خون شامل ہو گیا تھا۔لیکن تین چار نسلوں کے بعد جینیاتی جبر کے تحت یہ بچہ پیدا ہوتا ہے۔اس بچے کو قاری سے 'ننگا افلاطون' کی صورت میں متعارف کرایا گیا ہے۔گورے بچے کی ولادت ماں کے لیے بدکاری کی تہمت کا سبب بن سکتی تھی۔اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا کہ بچے کو کسی غار میں چھوڑ دیا جائے کہ خود ہی بھوک پیاس کی وجہ سے مر جائے گا۔لیکن دائی اور بچے کی ماں لوگوں سے نظریں بچا کر رات کے وقت اسے دودھ اور دیگر غذا فراہم کرتی رہیں۔گاؤں والے سمجھتے ہیں کہ بچہ مر چکا ہو گا لیکن اسے زندہ حالت میں دیکھ کر وہ حیران ہوتے ہیں اور اس کے زندہ بچ جانے کو معجزے سے تعبیر کرتے ہیں۔بچے کو ولی سمجھا جانے لگتا ہے اور اسے غار ہی میں تمام قسم کی ضروریات زندگی بہم پہنچائی جانے لگتی ہیں۔لباس کے بغیر ہی افزائش کے عمل سے گزرنے والا یہ فرد تہذیب اور آداب سے یکسر عاری ہے۔یہ اپنے پاس آنے والوں کو غلیظ گالیاں دیتا ہے اور لوگ اسی کو اپنی خوش قسمتی سمجھ کر اپنی مرادیں پوری ہونے کی توقع کرنے لگتے ہیں۔

میٹا فکشن ایسی مابعد جدید بیانیہ تکنیک ہے جو قاری کو اس امر کی جانب آمادہ کرتی ہے کہ وہ حقیقی واقعات نہیں بل کہ افسانوی ادب کا مطالعہ کر رہا ہے۔اس ناول میں اس تکنیک کی ایک واضح مثال پر نظر ڈالتے ہیں:

"ہم سمجھتے ہیں کہ حسن رضا ظہیر کی کہانی یہاں ختم ہو جاتی ہے۔لیکن بعض کہانیاں ختم ہونے کے باوجود جاری رہتی ہیں اور بعض جاری رہنے کے باوجود ختم ہو جاتی ہیں۔ہم اس کہانی کو جاری رکھنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔"(18)

میٹا فکشن کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بعض اوقات فکشن کی تکنیک کا تذکرہ بھی متن کے اندر ہی موجود ہوتا ہے۔اس ناول کے متن میں بھی کئی مقامات پر تکنیک کا اظہار کیا گیا ہے۔اس ضمن میں یہ اقتباس ملاحظہ ہو:

"جز کو کل پر پھیلنے سے روکنے کے لیے ہم جز کی ایک اظہاراتی تکنیک استعمال کریں گے لیکن ترامیم اور اضافوں کے ساتھ..... ساتھ ساتھ اس مقصد کے لیے وہ معلومہ تکنیک زیادہ استعمال کریں جسے فلمی گرائمر کے ماہرین مونتاژ کہتے ہیں اور جس کے ذریعے انتہائی مختصر وقت میں ناظر کو طویل سلسلہ واقعات کے زمانی و مکانی پہلوؤں اور کرداروں سے متعلق اہم معلومات فراہم کر دی جاتی ہیں (19)"۔

یہ اس بیانیہ تکنیک کا اعجاز ہے کہ یہ مسلسل براہ راست یا بالواسطہ انداز میں کہانی کے اظہار، زبان و بیان،اپنی حیثیت اور دیگر ذرائع سے قاری کو یہ باور کراتی ہے کہ اسے ادراک ہو کہ وہ ایک افسانوی تحریر کی قرات کے تجربے سے گزر رہا ہے۔

بین المتونیت(intertextuality) ایسی مابعد جدید بیانیہ تکنیک ہے جسے بروئے کار لا کر کسی متن میں کئی دیگر متون کے حوالے اس طور شامل کیے جاتے ہیں کہ ان حوالوں سے واقف ہوئے بغیر اس متن کی تفہیم ناقص رہتی ہے۔کوئی ایسا متن موجود نہیں جو دیگر متون کے بغیر کامل ہو۔ہر متن دوسرے متن سے وجود پاتا ہے۔اس ناول میں مرزا اطہر بیگ نے مارکسزم اور کمیونزم کے کئی حوالے متن کا حصہ بنادیے ہیں۔اب ان تصورات کی تفہیم کے بغیر اس متن کی کامل تفہیم ممکن نہیں ہے۔اسی طرح سے جیمز بانڈ کی فلموں کے مناظر کا حوالہ دیا گیا ہے۔ان فلموں سے آشنائی کے بغیر اس متن کی تفہیم کیسے ہو سکتی ہے۔اس تکنیک کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ کسی متن کی تفہیم کے لیے کسی دوسرے متن کے مفہوم اور سیاق و سباق پر غور کیا جاتا ہے۔ہر متن دراصل ثقافتی متن سے ترتیب پاتا ہے۔اس ناول کے متن میں اس کی مثال یہ ہے کہ سسی کو ایک ٹوکری میں ڈال کر پانی کی لہروں کے سپرد کیا جاتا ہے۔کیوں کہ اس کے باپ کو یہ گوارا نہیں کہ اس کی بیٹی افزائش پا کر اس کے ناموس کے لیے خطرہ بن جائے۔اس ناول میں لوک داستانوں کے مختصر حوالے بھی ملتے ہیں۔سوہنی کا کچے گھڑے سمیت پانی میں ڈوب جانا،ہیر رانجھا اور کیدو کے کردار۔اس ناول کے متن میں موجود ہیر رانجھا، سسی پنوں، سوہنی مہینوال،لیلیٰ مجنوں، شیریں فرہاد،مرزا صاحباں جیسے تمام متون کو ان کے اصل متن کے تناظر میں ہی سمجھا جا سکتا ہے۔اسی طریقے سے اس ناول میں دیوار برلن،سوویت ایمپائر اور ہوریشو کے فلسفے کے بین المتنی حوالے بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔اس کے علاوہ اس ناول کے متن میں شہرہ آفاق شعرا، مصنفین کی تخلیقات کے بین المتونی حوالے بھی کثرت سے ملتے ہیں۔بین المتونیت کی بیانیہ تکنیک میں اس کے علاوہ پیروڈی، اقوال،محاورے، حوالہ جات، ثقافت اور اساطیر وغیرہ سب آجاتے ہیں جن کی مدد سے مصنف اپنے متن کو استناد سے ہم کنار کرتا ہے۔

مابعد جدید تکنیکوں کے استعمال کے تناظر میں دیکھا جائے تو اس ناول میں میٹا فکشن اور بین المتونیت کی تکنیکیں زیادہ استعمال ہوئی ہیں جب کہ بعض مقامات پر جادوئی حقیقت نگاری کے عناصر بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔اس ناول کے متن میں لوک کہانیوں کے علاوہ اساطیر اور علامتی قصوں کی کارفرمائی اس میں بین المتونیت کی تکنیک کے استعمال کا پتا دیتی ہے۔اس حوالے سے ایک اہم مثال ناول کے متن میں صفحہ نمبر 43 پر ماہلو کے بارے میں مولوی کی شاعری کی صورت میں دیکھی جا سکتی ہے۔اس ناول کے متن میں خاص طور پر پرندوں، سانپوں اور بونوں کی بلیغ علامتیں جادوئی حقیقت نگاری کی بیانیہ تکنیک سے تعلق رکھتی ہیں۔یہاں ان سب علامتوں کا تعلق ان تمام اساطیری بیانیوں اور تصور وقت سے ہے جو سماجی سطح پر کسی حد تک قابل فہم اور دیکھا بھالا ہے۔اس ناول

میں مذکور بونے دراصل نو آبادیاتی لاش کی ران سے پیدا شدہ ہیں جو برصغیر کی روح میں حلول کر گئے ہیں۔سامراج کے تمام تر گناہ اور برائیاں ان بونوں کے وجود میں منتقل ہوگئی ہیں۔

میٹا فکشن کے حوالے سے"اے غزال شب" میں بہت سی مثالیں موجود ہیں جو اس مابعد جدید بیانیہ تکنیک کی موجودگی کا پتا دیتی ہیں۔اس تکنیک کے ذریعے ناول نگاراپنے قاری کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ حقیقی کہانی یا واقعات کے کسی سلسلے کی بجائے افسانوی کہانی کا مطالعہ کر رہا ہے۔اس مقصد کے حصول کے لیے ناول نگار کئی قسم کے حربے اور قرینے استعمال کرتا ہے جس سے قاری کو یہ تاثر جاتا ہے کہ یہ تحریر حقیقی زندگی سے نہیں بلکہ افسانوی کائنات سے تعلق رکھتی ہے۔اس کی ایک مثال ناول کے متن سے پیش ہے:

"جس سچائی کو آپ حرفِ آخر سمجھ کر گھر سے نکلتے ہیں،وہ آخری اور حتمی سچائی نہیں ہے..اُس کے سوا اور بھی سچ ہیں..آپ ہی کی محبت آخری محبت نہیں اور نہ ہی آپ کے دکھ آخری دکھ ہیں۔ان کے سوا بھی محبت اور دکھ ہیں۔"(20)

حوالہ جات

1۔ Patricia Waugh."Metafiction: The Theory and Practice of Self-conscious Fiction.",Routledge,. Londone,2001,p.2

2۔ p.93,

3۔ Fiction about fiction;or more especially a kind of fiction that openly comments on its own". fictional status. In a weak sense, many modern novels about novelists having problems writing their novels may be called meta fictional in so far as they discuss the nature of fiction; but the term is normally used for works that involve a significant degree of self consciousness about them selves as fictions, in ways that go beyond occasional apologatic addresses to the reader.",Oxford Urdu English Dictionary,p. 1192.

3۔ William. H. Gass." Fiction and the Figures of Life.",Alferd,New York,1980,p.25".

4۔ William. H. Gass." Fiction and the Figures of Life.",Alferd,New York,1980,p.25

5۔ Kazmierczak Marta. "Intertextuality as Translation Problem:Explicitness, Recognisability and the case of"Literature of Smaller Nations". https://doi.org

6۔ http://dictionary.reference.com/browse/intertextuality

7۔ John B. Clayton. "Influence and Intertextuality in Literary History,University of Wisconsin Press, ISBN 9780299130343

8۔ http://citeseerx.ist.psu.edu/viewdoc/download

9۔ ابوالکلام قاسمی، 'مابعدجدید تنقید،اصول اور طریقہ کار کی جستجو،مشمولہ مابعد جدییتنظری مباحث، مرتبہ ناصر عباس نیر،ڈاکٹر،ص110

10۔ The term intertext has been used variously for a text drawing on other texts, for a text thus drawn upon, and for the relationship between both.",Oxford Dictionary of Literary Terms,P.266

11۔ ابوالکلام قاسمی،مابعدجدید تنقید،اصول اور طریقہ کار کی جستجومشمولہ مابعد جدییتنظری مباحث، مرتبہ ناصر عباس نیر،ڈاکٹر،ص166

12۔ ناصر عباس نیر،ڈاکٹر،جدید اور مابعد جدید تنقید،ص308

13۔ http://moodle.cqu.edu.au

14۔ https://www.worldcat.org/oclc/56657010

15۔ Same as above

16۔ http://moodle.cqu.edu.au

17۔ https://www.worldcat.org/oclc/96155700

18۔ مرزا اطہر بیگ،حسن کی صورت حال،خالی جگہیں پرکرو،سانجھ پبلی کیشنز،لاہور، 2015ء،ص35

19۔ ایضاً،ص289

20۔ مستنصر حسین تارڑ،اے غزالِ شب،سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور،2012ء،ص31